رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اکدن دیکھنا | عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

اتکفر خلفاء النبی تجاسرا
وانکنت قد ساءتک امر خلافۃ
فباذنہ قد وقع ما کان واقعا
وما استخلف اللہ العلیم کذا ھل
وقضیت امور خلافۃ موعودۃ

اتلعن من ھو مثل بدر منور
فحارب ملیکا احببتاھم کمشتری
فلا تبک بعد ظھور رقد رمقدر
وما کان رب الکائنات کمھتر
وفی ذاک ایات لقلب مفکر

مسیح موعود

الفضل

ہفتہ میں ایک بار شائع ہوتا ہے

چندہ پیشگی سالانہ ۳/

مضامین بنام ایڈیٹر
اور
باقی تمام خط و کتابت منیجر
الفضل قادیان ضلع گورداسپور
کے پتہ پر ہو

چندہ خریداران مقامی للعہ
چندہ غیر ممالک سے
(صہ روپیہ)

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب

جلد ۲ | مورخہ ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۱۴ء مطابق ۲۶ شعبان سنہ ۱۳۳۲ھ | نمبر ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت اولوالعزم نے آج ۸ بجے مدرسہ احمدیہ و تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء کو رجیب کہ وہ بتقریب تعطیلات موسم گرما اپنے اپنے گھروں کو جارہے تھے۔) ڈیڑھ گھنٹہ تک اپنے مواعظ حسنہ سے ممتاز فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ تم ہرگز یہ نہ سمجھو۔ کہ ہم بچے ہیں ہم کیا کر سکتے ہیں۔ حضرت اسمٰعیل۔ حضرت یوسف جناب ابن ابی لیلی نے بچپن میں بڑے بڑے دینی کام کئے ہیں۔ پھر ہر دینی دنیوی کام میں عدل و احسان سے کام لینے اور فحشا و منکر و بغاوت سے بچتے رہنے کی تاکید فرمائی۔ اور اسی ضمن میں مسئلہ خلافت سمجھایا بعد طلباء کو ایسے مباحث سے بغیر اشد ضرورت کنارہ کش اور اپنے خدا اور رسول و ماں باپ و گورنمنٹ کے فرمانبردار رہنے اور نیک نمونہ دکھانے کی تاکید فرمائی۔

(۲) دونو سکول ڈیڑھ ماہ کیلئے بند ہوئے۔ (۳) مونگھیر میں آریوں کے گرد کل کے پنڈت کا مباحثہ ہماری جماعت کے سکرٹری حکیم خلیل احمد سے ہے جو (۵) مولوی فتح الدین صاحب و بابا محمد حسن نے بہرام پور پٹھانکوٹ میں کامیاب تبلیغ کی۔

تازہ خبریں

بغداد ۱۷ جولائی۔ خانقین کرمانشاہ کی سڑک سرکاری طور پر غیر محفوظ ظاہر کیگئی ہے۔ برٹش مال و اسباب کے ۶۰ ہزار بوجھ مالیتی ایک لاکھ ۸۰ ہزار پونڈ خانقین میں پڑے ہیں۔ جو آگے نہیں بھیجے جاسکتے بحالیکہ روسی مال تجارت شمالی راستہ سے برابر کرمان شاہ میں پہنچ رہا ہے۔ بغداد کے تین دیسی سوداگروں کا دوالہ نکل گیا۔

(لنڈن ۱۷ جولائی) البانوی باغیوں نے پیتبانی کو بھی فتح کرلیا ہے جو درورز کے متصل ہے۔ بین الاقوامی کمیشن افتدا نے ولونا کے مفرورین کو پناہ دینے کا فیصلہ کرلیا ہے ۔

(قسطنطنیہ ۱۷ جولائی) فزیر صیغہ جنگ نے توقع ظاہر کی کہ کہ سپاہ گو نسبتاً کم ہے تاہم گذشتہ سیاہ ایام کے دھبوں کو دور کرنے کے لائق ہوگی۔ گورنمنٹ نے ایران سے فوجی اسلحہ کے لئے ۵۰ لاکھ پونڈ کی قرض کی منظوری چاہی ہے ۔

(لنڈن ۱۷ جولائی) لفٹنٹ جنرل سر ولیم فرکلن گورنر مالٹا مقرر ہوئے ۔

(واشنگٹن ۱۷ جولائی) سینیٹر کارہ جال کہتا ہے کہ میں جنرل کوہرٹا کی تائید میں پریزیڈنٹی سے مستعفی ہونے پر آمادہ ہوں ۔

بمبئی ۱۷ جولائی۔ عرب سٹیمر ہدری آج سہ پہر کو ۶۳۴ مسافروں کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ کمپنی کا سٹیمر اسلامی ۲۰ جولائی کو روانہ ہوگا کھنڈوالی کا سٹیمر بھی اسی تاریخ کو جائیگا ۔

سٹیمر رحمانی کراچی سے ۱۵ اگست کو جدہ روانہ ہوگا۔ دی عرب کمپنی کا سٹیمر جدہ غالباً یکم اگست کو روانہ ہوگا۔ اور اغلباً ۲۰ اگست تک جدہ پہنچ جائیگا۔ کرایہ چالیس روپے۔

بنارس کالج کو یونیورسٹی بنانے کیلئے چارج لیلیا گیا ہے۔

سر آغا خان گذشتہ ۱۴ جولائی کو ممباسہ وارد ہوئے تھے۔ اسی روز بجانب زنجبار روانہ ہوگئے ۔

مہاراجہ بڑودہ نے بھی فرنگی کا خرب ظلم، ظلم یا گورے شاہی ظلم بغدر کی گونج نامی پمفلٹ اور اخبار ہندوستانی جو مالیشش سے شائع ہوتا ہے اپنی ریاست میں داخلہ کی ممانعت کر دی ہے ۔

رزیڈنٹ سرجن میجر سکوٹ قائم مقام برٹش رزیڈنٹ عربستان ہوں گے ۔

(باہتمام منشی غلام رسول صاحب منیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر کیلئے چھپکر شائع ہوا)

الاخبار والآراء

شراب خوری کی کثرت

سنہ ۱۹۰۳ء میں ہندوستان میں شراب کی تجارت سے گورنمنٹ کو ...۳۷۳۳۴ پونڈ وصول ہوئے تھے۔ لیکن سنہ ۱۹۱۳ء میں شراب کے محصول کی تعداد ...۸۱۹۹ ہو گئی تھی دس سال بعد یعنی سنہ ۱۹۱۳ء میں کل محاصل کا تیسرا حصہ محض شراب سے وصول ہوتا ہے۔ کاش کہ ہندوستانی ان اعداد کو ایک نظر دیکھیں۔ ان کی آمدنی کا ایک بڑا حصہ شراب خانوں اور ولایتی شراب سازوں کی نذر ہوتا ہے۔ یا محکمہ آبکاری کے خزانے میں جاتا ہے۔

گورنمنٹ اور مسئلہ سود

(۱) زیادہ سے زیادہ شرح سود کی قانونی حد مقرر کر دی جائے۔ (۲) سود کی ایک ایسی رقم مقرر کر دی جائے۔ جو قانونی طور پر زیادہ سے زیادہ قابل وصول ہو۔ گورنمنٹ کا خیال (۳) عدالت کو اختیار دیا جاوے۔ کہ وہ معاہدہ کے موقعہ اور محل کا خیال کر کے سود میں کمی بیشی کر سکے۔

خوفناک قتل

میاں گل جان صاحب برادر نواب صاحب بہادر والئے ریاست دیر هوا ات کے قتل کی جو خبر لکھی گئی تھی۔ اصل باعث اُن کے قتل کا یہ ہے کہ دو شخص شیخ اور رحمت باشندگان علاقہ دیر و رعایائے ریاست دیر بصلاح نواب صاحب دیر میاں گل خاں مقتول کے ساتھ چند روز سے تیار خوروں میں شامل ہو گئے تھے۔ ایک رات جبکہ اتفاق سے پہرہ ان دونوں شخصوں کے حصہ میں آیا تھا۔ اُن نے بوقت تین بجے شب نچلا دروازہ بند کر کے بضرب پستول میاں گل خانصاحب کو قتل کر دیا۔ اور دیوار کی طرف سے کود کر بھاگ گئے۔ سب نے گھیر کر قاتل کو گرفتار کیا ملک عبداللہ صاحب نے قاتل سے کہا۔ کہ اگر تم سب حال سچ سچ بتا دو۔ تو میں تمہیں معاف کر دوں گا۔ اس پر اس نے کہا۔ کہ میں حسب ایمائے نواب صاحب بہادر دیر خان کو قتل کیا ہے جسکے صلہ میں میرے ساتھ معرفت نجب الاحسن جمعدار اور صفدر خان وڈوبا خان پندرہ ہزار روپیہ کا وعدہ کیا گیا ہے جس میں سے ایک سو بیس روپیہ ہم لوگوں کو پیشگی دیئے گئے ہیں جب اُس نے یہ اقرار کر لیا۔ تو ملازمان خانصاحب نے اُس کو قتل کر دیا۔ اور دو ٹین تیل مٹی ڈال کر اس کی لاش کو جلا دیا شیخ بچکر نکل بھاگا۔ اور دیر صحیح و سلامت پہنچ گیا۔

جیلخانوں میں داڑھی منڈانے کا سوال

اسلام میں داڑھی منڈوانا گناہ ہے۔ اور اسی مذہب کے سوال کے اتباع میں سکھ صاحبان کو یہ رعایت دیگئی ہے۔ کہ اُن کے بال جیلخانوں میں منڈوائے نہیں جاتے۔ تو کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کو یہ بھی رعایت نہ دی جائے۔ جبکہ ہر دو اقوام کے مطالبات ایک ہی اصول پر مبنی ہیں۔

یہ بیچارے تو قیدی ہیں۔ پہلے اپنے احرار کو سمجھاؤ کہ داڑھیاں نہ منڈوایا کرو۔ جب اپنے گھر کی یہ حالت ہے تو گورنمنٹ کو کس منہ سے کہتے ہو۔

ختم نبوت کے بارہ میں عجیب سوال

(۱) سال ہجری سال شمسی سے دس روز پہلے آیا کرتا ہے اور اس لئے اس میں اور شمسی سال میں سال بہ سال فرق آتا جاتا ہے۔ مثلاً جب ایک سال میں دس روز کا فرق آیا۔ تو چھتیس سال میں ایک سال کا فرق آئیگا۔ چنانچہ اس حساب سے اس وقت تک (۳۷) سال کا فرق پیدا ہو چکا ہے۔ اور اگر دور عالم اس طرح جاری رہا تو بیس ہزار سال کے بعد سن ہجری سن عیسوی سے بڑھ جائیگا تو اب سوال پھر پیدا ہوتا ہے۔ کہ پھر اس وقت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم المرسلین کس طرح کہا جائیگا۔

احمدی عقیدہ پر ایمان لاؤ۔ تو یہ مشکل نہ رہیگی۔

انجیل کا بیان سائنس کے خلاف

حال میں جرمنی کے ڈاکٹروں نے ایک نئی ایجاد کی جس کے ذریعہ سے عورت کو بچے نہ صرف بالکل دکھ اور تکلیف کے بغیر پیدا ہوا کریں گے بلکہ الٹا عورت ایک قسم کی خوشی محسوس کیا کریگی۔ جرمنی میں لوگوں نے اس طریقہ کو عمل میں لانا شروع کر دیا ہے۔ مگر انگلستان میں پادری لوگ اس کے خلاف بہت شور و غل مچا رہے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ اس طریقہ کو رائج نہیں کرنا چاہیئے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ انجیل میں لکھا ہے۔ کہ جب خدا نے مرد و عورت کو بنا کر بہشت کے باغ عدن میں رکھا۔ تو عورت نے خدا کی نافرمانی کر کے جرم کیا۔ اس کی سزا میں سب عورتیں بچہ پیدا ہونے کے وقت تکلیف برداشت کرتی ہیں۔ پس اس نئی ایجاد سے بغیر تکلیف کے بچہ پیدا ہونا گویا خدا کے کام میں خلل ڈالنا اور اس کی نافرمانی کرنا ہے۔ مگر سائنس دان جو انجیل میں یقین نہیں رکھتے۔ اس نئے طریق کو پھیلانے میں سرگرم ہیں۔

مسیح موعود کی پیشگوئی کا ظہور

کٹوہ ضلع بردوان میں گذشتہ سال دریائے اجسے میں سیلاب آجانے سے بہت سے گاؤں تباہ ہو گئے تھے۔ اور ریلوے لائن جابجا سے ٹوٹ گئی۔ اس سال سیلاب سے اور زیادہ نقصان ہوا۔ اور تقریباً ۲۰۰ گاؤں بہ گئے۔ فصل مال اور مویشی کا بہت بڑا نقصان ہوا۔

جدید بیعت

(۱) ایس الطاف حسین مینیجر سید سپورٹس ورکس شہر سیالکوٹ۔ چندہ ماہوار عگہ۔ (۲) منشی عمر الدین ملازم سید سپورٹس ورکس سیالکوٹ۔ چندہ ماہوار عصہ۔ (۳) محمد عبداللہ ملازم سید سپورٹس ورکس سیالکوٹ چندہ عصہ۔ غلام قادر ملازم سید سپورٹس ورکس سیالکوٹ چندہ ۸ر۔ غلام حسن سکنہ رجوعہ طالبعلم فورتھ ہائی کلاس ڈنگہ۔

نومبائعین

۱۔ منشی محمد شفیع صاحب پٹواری ریاسی (جموں) ۲۔ محمد سلطان صاحب موضع چھنبر (گجرات) ۳۔ محمد دین صاحب موضع چھنبر (گجرات) (۴) محمد رمضان طالب علم لون۔ (گجرات) چوہدری فتح دین صاحب پوہڑانوالہ (گجرات) (۶) حافظ علم دین صاحب شاگرد مولوی نذیر حسین دہلوی پوہڑانولہ (گجرات) (۷) مسماۃ بھاگ بھری صاحبہ پوہڑانوالہ۔ (۸) مسماۃ شرفان صاحبہ پوہڑانوالہ۔ (۹) مسماۃ زینب صاحبہ پوہڑانوالہ۔ ۱۰۔ مسماۃ حافظاں صاحبہ پوہڑانوالہ مسماۃ فتح بی بی صاحبہ پوہڑانوالہ (گجرات)۔

دریائے بیاس کی طغیانی

۲۳ و ۲۴۔ جولائی سنہ ۱۴ء کو دریائے بیاس میں اسقدر طوفان آیا۔ کہ بڑے بڑے بوڑھے فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے اسقدر طوفان نہیں دیکھا۔ کئی گاؤں کے گاؤں بے نام و نشان ہو گئے ہیں۔ سینکڑوں آدمی عورتیں بچے فوت ہوئے۔ ہزاروں مویشی غرق آب ہو گئے۔ پتن سے لیکر پتن دگذرگاہ بھیٹیاں تک جو گاؤں دریا کے کنارے آباد تھے۔ کوئی بھی اس طغیانی کے نقصان سے نہیں بچا۔ بھنگالہ سے موضع پلاکھی ایک میل ہے۔ وہاں سے لیکر پنڈوری خشیاں تک پانی ہی پانی تھا یعنی ۶ میل فاصلہ ہے جس میں سوائے پانی کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ قدرت الٰہی سے سڑک گورداسپور رچھنب کی نکاسی کا پل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان ۔ دارالامان ۔ ۲۱ ۔ جولائی ۱۹۱۴ء

مسئلہ حج کے متعلق نئی تجاویز
نمبر ۲

ان نئی تجاویز میں جو کہ ہم نے پچھلے پرچہ میں درج کی ہیں۔ ایک یہ بھی ہے۔ کہ حاجیوں کے سوار کرنے والے جہازوں کے وزن کو بڑھا دیا جائے۔ دراصل یہ تجویز بہت مفید اور عمدہ ہے۔ جس سے حاجیوں کی تکالیف کی ایک بڑی حد تک تلافی ممکن ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بے محل نکتہ چین اخباروں کی نظروں میں یہ بھی ایک بڑے خطرہ کو لئے ہوئے ہے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر جہازوں کے وزن کو بڑھا دیا گیا۔ تو مسلمان کمپنیوں کے جہاز جو بالعموم کم وزن کے ہیں۔ حاجیوں کے جہازوں کی فہرست سے خارج کر دیئے جائیں گے۔ اور میدان غیر مسلم کمپنیوں کے ہاتھ میں رہ جائیگا۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ جہاں تک ان تجاویز کے اجرا کا تعلق حجاج سے ہے۔ ان میں کسی قسم کے تجارتی اور مالی اغراض کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔ بلکہ حاجیوں کے آرام و آسائش کو پیش نظر رکھ کر ان تجاویز کو عمل میں لانے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ تو جس صورت میں حاجیوں کو بڑے جہازوں پر سفر کرنے میں زیادہ آرام ملتا ہے۔ اور غرقابی کا خطرہ بہت کم ہو جاتا ہے اور ان کی جانیں نسبتاً بہت محفوظ ہو جاتی ہیں۔ تو چند تاجر کمپنیوں کی رعایت کی وجہ سے ہزاروں حجاج کی سالانہ تکلیف کی پرواہ نہ کر کے گورنمنٹ کی اس پیش کردہ تجویز کے خلاف آواز اٹھانا جو اپنے اندر بہت سے فوائد رکھتی ہے۔ حجاج کی خیرخواہی نہیں بلکہ بدخواہی ہے کیونکہ مسلمانوں کا فرض اولین حجاج کی تکالیف کو دور کرنا ہے نہ کہ جہاز ران کمپنیوں کی ترقی کی فکر کرنا۔ اس وقت چھوٹے جہازات کی وجہ سے اکثر حادثات ہوتے رہتے ہیں اور حجاج کا جہازوں میں ہی خون خشک ہو جاتا ہے۔ اس کی طرف تو کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ مگر اس بات پر شور مچایا جاتا ہے۔ کہ مسلمان کمپنیاں بڑے جہازات خرید نہ سکینگی۔ حالانکہ یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ اس وقت جو دو کمپنیاں حجاج کو پہنچانے کا کام کرتی ہیں۔ وہ کافی مالدار ہیں۔ اور اگر ان کے پاس سرمایہ نہ بھی ہو۔ تو وہ اپنے پرانے جہازات کو فروخت کر کے نئے جہازات خرید سکتی ہیں۔ جیسا کہ وہ ہمیشہ کرتی رہتی ہیں۔ اور ہر سال کوئی نہ کوئی تغیر ان کے جہازات میں ہوتا ہی رہتا ہے۔ سال آئندہ وہ پرانے جہازات نہ خریدیں۔ بلکہ نئے جہازات خریدا کریں تاکہ ان کے نفع کی خاطر حجاج کی جانوں کا نقصان نہ ہو حجاج کمپنیوں کے چھوٹے جہازات ہندوستان کے سواحل پر تجارت کرنیوالی کمپنیوں کے پاس فروخت ہو سکتے ہیں۔ اور بمبئی پرشیا سٹیم نیویگیشن کمپنی تو غالباً یہ کام خود بھی کرتی ہے۔ جو کہ اپنے چھوٹے جہازوں کو اس طرف لگا سکتی ہے۔

اب رہا شرح کا معاملہ۔ سو ہمارے خیال میں شرح کرایہ واقعی قابل اعتراض ہے۔ جو کہ اور جہاز ران کمپنیوں کے مقابلہ میں بہت بڑھی ہوئی ہے۔ چنانچہ آسٹرین لائیڈ اور اٹلین اور بٹینو جہاز ران کمپنیاں پچھتر روپیہ میں بمبئی سے سویز تک پہنچاتی ہیں۔ اور پھر آخر اللہ کر کمپنی تو ایکسو پینتیس روپیہ میں واپسی ٹکٹ بھی دیتی ہے۔ اور اس کرایہ میں کھانا بھی شامل ہوتا ہے۔ حالانکہ سویز جدہ کی نسبت قریباً ۶ سو میل دور ہے۔ اور ان کمپنیوں کے جہاز بھی بہت اعلیٰ ہوتے ہیں جو کہ چار پانچ ہزار ٹن سے بھی زیادہ وزنی ہوتے ہیں۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ حاجیوں سے جنکا اکثر حصہ غریب ہوتا ہے۔ اور جو کہ بیت اللہ کے شوق کیوجہ سے بڑی مشکل سے روپیہ جمع کر کے اپنے آپ کو سفر کے قابل بناتا ہے۔ صرف جدہ تک کرایہ زیادہ سے زیادہ ۱۲۰ روپیہ اور کم از کم ۵۷ روپیہ چارج کیا جائے جس میں خوراک بھی شامل نہیں ہے۔ اسی سلسلے میں نادار حاجیوں کے لئے کسی فنڈ کا اجرا بھی اسوقت تک کوئی مفید نتیجہ پیدا کرنیوالا نہیں ہوتا جب تک ایسے اسباب کا کافی انتظام نہ کر لیا جائے۔ کہ غیر مستحق لوگ مستحقین میں شامل نہ ہو جائیں گے اور ممکن ہے۔ کہ یہ فنڈ بہت سے لوگوں کو نادار بننے کی ترغیب اور تحریص دلائے جن کا بوجھ اٹھانا اس فنڈ کے منتظمین کیلئے بہت مشکل ہو جائیگا کیونکہ اکثر لوگ اس فنڈ کا نام سنکر صرف ایک طرف کا کرایہ مہیا کر کے چل پڑیں گے۔ اسلئے نادار فنڈ قائم کرنے کیلئے پہلے کافی طور پر غور و خوض ہو جانا مناسب ہے۔ لیکن باقی تجاویز ہمارے خیال میں بہت درست اور مفید ہیں۔ جنکے ذریعہ سے غریب حجاج میں بہت کچھ بہبودی کی امید ہے۔ اور جس طرح آجکل حاجیوں سے سلوک کیا جاتا ہے۔ اور جیسے پرانے جہازوں کے نہایت تنگ مقامات میں ان کو بھر دیا جاتا ہے اس سے انہیں نجات نصیب ہو جائیگی اور اعلان شدہ وقت میں تاخیر نہ ہونے کی وجہ سے اور جہازوں کی رفتار تیز ہو جانے سے وہ مسافر جو ان تاخیروں کی وجہ سے فاقوں میں شامل ہونے پر مجبور ہو جاتے ہیں بچ جائیں گے۔ گورنمنٹ بمبئی نے گو مسلمانوں کے عام اعتراضات کو مدنظر رکھتے ہوئے واپسی ٹکٹ کے لازمی طور پر خریدنے کی شرط کو فہرست تجاویز میں سے اڑا دیا ہے لیکن بنظر غور دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ دیگر فوائد جو کہ حجاج کی سہولتوں اور آرام کے متعلق مفصل اور مدلل طور پر "الفضل" نے پیش کی تھیں۔ بمبئی شائع کردہ سکیم میں ان کا بہت سا حصہ گورنمنٹ نے شامل کر لیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکام نے جو یہ وعدہ ہم سے فرمایا تھا۔ کہ ہم ان تجاویز پر پورے طور پر غور کریں گے۔ اسکا ایفا کیا گیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ واپسی اور یکطرفہ کرایہ میں جو قلیل فرق رکھا گیا ہے اور جسکی غرض [illegible] واپسی ٹکٹ خریدنے کی ترغیب دینا ہی ہے اس پر دوبارہ غور کیا جائیگا ہم واپسی ٹکٹ کے مؤید ہیں لیکن ہمارا خیال ہے گورنمنٹ کو اس طریق عمل کی ضرورت نہیں ہے۔ یا تو حجاج کی تکالیف کا خیال کر کے لازمی طور پر واپسی ٹکٹ کی شرح مقرر کر دی جائے۔ یا پھر اس بات کو بکلی ترک کر دیا جائے اور کوئی ایسی تجویز نہ کیجائے جس سے لوگوں کو یہ خیال ہو کہ گورنمنٹ ایک کام کرنا ہی چاہتی ہے۔ اور لوگوں کی مخالفت کے خوف سے اسکے اظہار سے بھی ڈرتی ہے۔ گورنمنٹ کیلئے نہایت مفید ہو۔ اور ہم امید کرتے ہیں۔ کہ سر اداورلا رڈ کی گورنمنٹ جو اس سکیم پر اپنی رائے گورنمنٹ ہند کے سامنے پیش کریگی۔ تو اس نقص کو دور کرنے کی سفارش کریگی۔ ہمارے خیال میں بہتر تو یہی ہے۔ کہ واپسی ٹکٹ کی خریداری لازم ہو۔ اگر یہ نہیں تو پھر اس مسئلہ کو بکلی ترک کر دیا جائے۔ کیونکہ موجودہ تجویز گورنمنٹ کی کمزوری پر دلالت کرتی ہے۔ واپسی ٹکٹ کا عام طور پر ڈیوڑھے کا فرق ہوتا ہے اور اس سے کم فرق نہیں ہونا چاہئے۔ ورنہ یکطرفہ ٹکٹ لینے والوں کو واپسی کے وقت بہت نقصان ہوگا اور شرح کرایہ بھی گورنمنٹ کو خود مقرر کرنی چاہئے۔ گورنمنٹ کسی بھی کمپنی کو چار پانچ روپیہ دیتے ہوئے اجرت کی مناسب ... شرح مقرر کر سکتی ہے ہمارے خیال میں موجودہ حالت میں پچاس روپیہ سے زائد قیمت ٹکٹ کی نہیں ہونی چاہئے۔ اور دوسری کمپنیوں کے مقابلہ میں یہ شرح کرایہ کم نہیں ہے ہمیں امید ہے کہ مذکورہ بالا چند اصلاحوں کے بعد گورنمنٹ بمبئی کی تازہ اسکیم کو منظور کر کے حاجیوں کی مشکلات کو دور کرنیکا عظیم الشان کام کریگی۔ اور ہمیں یقین ہے۔ کہ گو پہلے پہلے اب بھی مسلمان اخبارات ان تجاویز کے خلاف زبردست پروٹسٹ کر رہے ہیں۔ لیکن جب وہ ان تجاویز پر عملدرآمد ہوتا دیکھ کر ان کے فوائد سے آگاہ ہوں گے۔ تو ضرور انہیں اس بات کا اقرار کرنا پڑیگا کہ ہم اپنے حاجی بھائیوں کی تکالیف میں کسی قسم کی کمی کرنے کی بجائے ان کے بدستور قائم رہنے کے درپے تھے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ

الاسلام

کامل شریعت

اسلام کامل مذہب ہے۔ کوئی صداقت نہیں جو اس میں موجود نہ ہو۔ وہ نبی جو دنیا میں اسلام کا مذہب لایا۔ وہ تمام نبیوں کا سرتاج اور سردار ہے۔ وہ ایسا کامل نبی ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے انفرادی کمالات آپ کی ذات گرامی میں مجموعی طور پر پائے جاتے ہیں۔ حتی کہ اس زمانہ کے نبی اور حکم عدل نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں لکھا ہے۔ کہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ تمام نبی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ کیا عظمت ہے اُس نبی کی جس کی اُمت میں انبیاء علیہم السلام بھی شامل ہیں۔ اور کیسی خوش قسمتی ہے ہماری کہ ہم اُس نبی کی امت ہیں۔ جو کہ خاتم النبیین ہے اور نبی الانبیاء ہے۔ بھلا وہ مذہب کیونکر کامل اور پورا نہ ہوگا۔ جس کے لانیوالا ہر خوبی میں من کل الوجوہ کمال تام رکھتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے نبی اپنی محدود قوم کیلئے بھیجے جاتے تھے۔ اور انکی دعوت عام نہیں ہوتی تھی اور ان کا زمانہ بھی محدود ہوا کرتا تھا۔ کیونکہ اپنے کمال میں بھی وہ محدود ہوتے تھے۔ رسول کریم صلعم فرماتے ہیں۔ کان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ و بعثت الی الناس عامۃ۔ پہلے نبی خاص اپنی ہی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا۔ اور میں عام طور سے تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔ یہی وجہ ہے۔ جو احکام انکو دئے جاتے تھے۔ وہ محدود قوم کے لئے ہوتے تھے اور محدود زمانے تک ہوتے تھے اس لئے وہ عارضی قوانین اور احکام ہوا کرتے تھے۔ اور اُن کے عارضی ہونے کی یہی وجہ تھی۔ کہ حضرت نبی کریم فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں دنیا ایک شہر کے حکم میں ہونیوالی تھی۔ چنانچہ وہ کبھی جو ایک ملک کو دوسرے ملک سے علیحدہ کئے ہوئے تھیں۔ وہ بالکل اڑا دی گئیں۔ ملک ملک سے اور براعظم براعظم سے اور سمندر سمندر سے ملا دیئے گئے اور باہم مواصلات اور میل و ملاپ کے طریقے ایجاد کئے گئے سالوں کا سفر ہفتوں اور دنوں میں طے ہونے لگا۔ خبر رسانی کے ذرائع اور وسائل یہاں تک ترقی کر گئے۔ کہ جو خبریں مہینوں میں پہنچا کرتی تھیں وہ تار کے ذریعہ گھنٹوں اور منٹوں میں پہنچنے لگیں۔ ایک آدمی گھر بیٹھے اپنی بات تمام مہذب دنیا میں بڑی آسانی کے ساتھ پہنچا سکتا ہے۔

یہ تمام مادیات کی ترقیاں رسول کریم صلعم کے بعد شروع ہوئی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے ٹھیک وقت پر ایک کامل نبی بھیجا۔ اور اسکے ہاتھ دنیا میں کامل شریعت نازل فرمائی۔ اور دنیا کی حالت بھی یہی تقاضا کر رہی تھی۔ کہ اسوقت تمام دنیا کو ایک لڑی میں منسلک کر دیا جاوے۔ اور تمام اقوام کا ایک نبی بنا دیا جاوے۔ اور تمام لوگ اسلام کے نیچے آ کر رابطہ اتحاد اور اخوت کو مستحکم کر لیں۔ جو ان کو اشتراک انسانی سے کسی قدر حاصل تھے۔ اس لئے بڑا ضروری تھا۔ کہ مذہب اسلام کامل مذہب ہوتا کیونکہ تمام مذاہب کے تبعین نے اس کے ظل عاطفت میں آرام لینا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ خدا تعالیٰ نے انسانی لائف کے تمام شعبوں کا اصولی طور سے ذکر فرمایا ہے اور انسانی زندگی کا کوئی شعبہ بھی اس نے نہیں چھوڑا۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ آج میں نے کامل کر دیا تمہارے لئے تمہارے دین کو اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔ اور اسلام جیسا کامل مذہب میں نے تمہارے لئے پسند کیا۔

ناظرین کرام تورات تمام دنیا کیلئے نہ تھی۔ صرف یہود کیلئے تھی۔ استثنا باب ۳۳ آیت ۴ میں صاف لکھا ہے موسیٰ نے ہم کو ایک شریعت فرمائی۔ جو کہ یعقوب کی جماعت کی میراث ہو۔ اور اسی باب کی دس آیت میں ہے۔ وے تیری عدالت کے فیصلے یعقوب کو سکھاویں اور تیری شریعت اسرائیل کو۔ چونکہ وہ محدود قوم کیلئے تھی۔ اس لئے محدود زمانہ تک ہو سکتی تھی۔ اور اسی بنا پر حضرت موسیٰ ع نے آئندہ کیلئے اپنی شریعت کے ناسخ کا ذکر فرمایا۔ اور قوم کو آگاہ کر دیا۔ کہ اس وقت اُس شریعت کی پیروی کرنا اور میری شریعت اسوقت قابل عملدرآمد نہیں رہیگی۔ استثنا باب ۱۸ - درس ۵ او ۱۹

خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کریگا۔ تم اُس کی طرف کان دھریو۔ میں ان کیلئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالونگا۔ اور جو کچھ میں اسے فرماؤنگا وہ سب ان سے کہیگا۔ اور ایسا ہوگا۔ کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکر کہیگا۔ نہ سنیگا تو میں اسکا حساب اس سے لونگا۔

کیا عجیب بات ہے کہ دنیا میں آئندہ جتنے علوم اور سائنس پیدا ہونے والے تھے۔ تمام کے تمام اس کامل شریعت پر کسی قسم کا اعتراض نہیں کر سکتے۔ کیا یہ کامل ثبوت نہیں ہے؟ کہ یہ کتاب مجید اسی احکم الحاکمین کی طرف سے نازل ہوئی ہے جو کہ بکل شیئ علیم ہے۔ تمام انسانی ضروریات جو اس وقت یا آئیندہ کو پیدا ہونیوالی تھیں۔ اُن کے متعلق اصولی طور پر قوانین اور احکام موجود ہیں۔ سب سے بڑا اہم مسئلہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اُس کی عبادت کے متعلق تھا۔ سو خدا تعالیٰ کی کامل کتاب نے بڑی بسط سے اس بحث کو لیا ہے۔ اور اسکا کوئی پہلو باقی نہیں رکھا۔ اور پھر ساتھ ہی ہر دعویٰ کی پختہ دلیل دی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء حسنیٰ پر خوب سیر کن بحث کی ہے۔ جو کہ کسی مذہبی کتاب میں اس سے احسن اور عمدہ ہرگز پائی نہیں جاتی۔ غرضکہ معاد اور تمام ایمانیات پر بڑے زبردست اور قوی دلائل کے ساتھ بحث کی ہے۔ کہ انسانی فطرت سلیمہ کو سیر کر دیا ہے۔ اور اس وقت جو ہمارے سامنے آسمانی کتب کہلاتی ہیں۔ وہ ان اہم اور ضروری مسئلوں سے بالکل خالی اور عاری ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ان کے پیرو اور مقلد مختلف اقسام کی غلطیوں اور ضلالتوں میں پھنس گئے۔ اور ان سے وہ جانبر نہ ہو سکے۔

مگر قرآن شریف کا اتنا اثر دنیا پر ہے۔ کہ قرآن شریف کے معاندین اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتے چنانچہ بڑا متعصب پادری مارگولیوتھ راڈول کی تفریط میں لکھتا ہے:

”یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ قرآن شریف کو کتب مقدسہ میں ایک بڑی شان حاصل ہے۔ اگرچہ یہ سب سے پیچھے آئی ہے۔ مگر دنیا پر اس نے ایک بڑا حیرت انگیز اثر کیا ہے۔ کہ کروڑوں نے اس کی سلطنت کے جوئے کو بطیب خاطر قبول کیا۔ اور جنگلی اقوام عرب کو بہادروں کی ایک قوم بنا دیا۔ اور دنیا کے مسلمانوں کی پولیٹیکل ریلیجس آرگنائیزیشن کو ایک بڑی طاقت بنا دیا ہے۔ جو کہ یوروپ اور مشرق کو ہمیشہ خطرناک معلوم ہوتی ہے“

خریداران اخبار الفضل خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ اور بقایاداران اپنا بقایا ادا کر کے مشکور کریں۔

(مینیجر)

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ ۲۹ - سورۃ المزّمّل بقیّہ رکوع ۱

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۳) اسی بطن کے ماتحت یہ معنی بھی ہیں - کہ قرآن شریف میں سے کبھی ایک لفظ اِدہر سے اُدہر نہیں ہو سکتا - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم ایسا کلام اُتاریں گے جو کہ اپنی جگہ پر ہی جما رہیگا ۔ دنیا اس کا ایک لفظ ایک نقطہ - ایک شوشہ بھی اِدہر سے اُدہر نہیں کریگی - دنیا کی تمام الہامی کتابیں مسخ ہو گئی ہیں - انجیل اپنی اصلی حالت پر نہیں - زبور اصلی نہیں - توریت پہلی سی نہیں - لیکن قرآن شریف کا تیرہ سو سال میں کوئی ایک شوشہ بھی اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکا - کیونکہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کی حفاظت کے لئے کئی ایک سامان مہیا فرما دیئے ہوئے ہیں - (۱) ہم پانچ وقت ہر روز نماز میں پڑھتے ہیں (۲) تلاوت کرتے ہیں (۳) تہجد میں پڑھتے ہیں (۴) تراویح میں ماہ رمضان میں سارا قرآن پڑھا جاتا ہے (۵) درس ہوتے ہیں (۶) حفاظ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں (۷) قرآن کے چھپے ہوئے نسخے ساری دنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں (۸) اگر قرآن شریف ایک ہی حکومت میں ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ حکومت اس کو مٹا دیتی - لیکن قرآن کریم کے ماننے والے سب دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں - اور ساری دنیا پر کبھی ایک سلطنت نہیں ہو سکتی - اس لئے قرآن شریف ہرگز کبھی مٹایا نہیں جا سکتا - اگر ایک وقت میں ہلاکو خاں نے ایران و عراق کو فتح کیا - تو ایسے ملک بھی بکثرت موجود تھے - جہاں مسلمانوں کی حکومت تھی - دوسرے مذاہب کی کتابوں کے مسخ ہو جانے کی یہی وجہ ہے کہ چونکہ وہ ایک ایک ہی ملک میں تھیں - اس لئے اس ملک کی مخالف حکومت آسانی سے ان کے مسخ کرنے میں کامیاب ہو گئی - ایرانیوں کے مذہب کو سکندر نے تباہ کر دیا - کیونکہ وہ صرف ایران میں ہی تھا - لیکن اگر وہ مصر - چین اور ہندوستان وغیرہ ممالک میں بھی ہوتا - تو سکندر کے مٹانے سے نہ مٹ سکتا - تو قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کے ماننے والے ابتدا ہی سے دنیا کے ہر گوشہ میں موجود چلے آتے ہیں - اس لئے ممکن نہیں تھا - کہ کوئی ذرا سا بھی اس میں تغیر و تبدل کر سکتا - اب چونکہ مسلمان سست ہو گئے تھے - اس لئے خدا تعالیٰ نے مطبع نکال دیئے جن کی وجہ سے قرآن شریف کی حفاظت ہو رہی ہے - غرضیکہ ہر ایک زمانہ میں ایسی صورتیں پیدا ہوتی رہی ہیں - جن سے قرآن شریف کی حفاظت ہوتی رہی ہے ٭

(۴) اس کے یہ معنے بھی ہیں کہ ہم ایک ایسا کلام اُتارینگے - کہ اس کا مقابلہ دنیا ظاہری طور پر ہی نہیں بلکہ علوم کے ذریعہ بھی نہیں کر سکے گی - بڑے بڑے علم دنیا میں نکلے ہیں - علم ہیئت اور سائنس نے بہت ترقی کی ہے - مگر قرآن شریف کا ایک شوشہ بھی بے جا ثابت نہیں کر سکتی (۵) بھاری چیز کا یہ کام ہے کہ جس چیز پر گرے اس کو چور چور کر دیتی ہے - یہ قرآن شریف بھی جس پر پڑے - اس کو توڑ دیتا ہے - اور جو اس کی مخالفت کرے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے ٭

اس کے اور بھی بہت معنی ہیں - لیکن اس وقت میں اسی پر اکتفاء کرتا ہوں ٭

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْأً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۝

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رات کا اُٹھنا بہت سخت ہی روندنے میں (یعنے نفس کو خوب روند دیتا ہے) یا یہ کہ بہت تیز والا ہے خوب موافقت کرتا ہے انسان سے یعنے اس وقت طبیعت عبادت میں خوب لگتی ہے - واقوم قیلا زیادہ عمدہ ہوتا ہے - قرأت کے لئے عام طور پر خاموشی کے سبب اس وقت قرأت اچھی طرح ہو سکتی ہے - خوب سنوار سنوار کر انسان پڑھ سکتا ہے اور رات کے اٹھنے میں بڑی بڑی حکمتیں ہیں (۱) رات کے وقت لوگ جسمانی طور پر غافل ہوتے ہیں - کیونکہ سو جاتے ہیں - اور سونے کی وجہ سے بدی اور گناہ کم ہو جاتے ہیں - دن میں گناہوں کی کثرت ہوتی ہے حتٰے کہ دن کو بعض لوگ بظاہر تو نیک کام کرتے معلوم ہوتے ہیں - لیکن ان کی نیت فاسد ہوتی ہے مثلاً اسی وقت درس ہو رہا ہے اور بعض آدمیوں کے کانوں میں قرآن شریف کی آواز پڑ رہی ہے - لیکن ان کی نظر کسی اور بات کی طرف ہے - مجھے رویاء میں بتایا گیا ہے کہ یہاں تین چار آدمی منافق رہتے ہیں جو کہ یہاں سے ڈائریاں لکھ کر بھیجتے ہیں - تو دن میں رات کی نسبت کثرت سے گناہ ہوتے ہیں - رات کے وقت بھی - قتل - چوری - ڈاکہ - زناء وغیرہ گناہ ہوتے ہیں - مگر اکثر حصہ سویا ہوا ہوتا ہے (کیونکہ) اس لئے رات کے وقت گو جسمانی رنگ میں تاریکی ہوتی ہے - مگر روحانی رنگ میں نور ہوتا ہے - کیونکہ گناہ کم ہوتے ہیں - تو جب گناہ کم ہوتے ہیں تو نزول رحمت زیادہ ہوتی ہے - اس لئے جو کوشش نیکی کے لئے رات کو کی جائے - وہ دل پر زیادہ مؤثر ہوتی ہے - خدا تعالیٰ نے زیادہ عبادتیں بھی رات کو ہی مقرر فرمائی ہیں اور رات کی ظاہری تاریکی سے مؤمن کو بتایا کہ جتنی رُوح میں تاریکی زیادہ ہو - اتنی ہی عبادت زیادہ کرنی چاہیئے ٭

(۲) دُنیا کا اکثر حصّہ رات کو سویا ہُوا آرام لے رہا ہوتا ہے - اس لئے یہ امتحان کا وقت ہوتا ہے - کیونکہ سردیوں میں لحاف سے اُٹھنا اور گرمیوں میں سخت نیند سے بیدار ہونا بہت مشکل ہوتا ہے - لیکن جس وقت مؤمن عبادت کے لئے اُٹھتا ہے تو پتہ لگ جاتا ہے کہ اس کے دل میں خدا کی محبت اور خوف ہو - پھر چونکہ وہ امتحان میں کامیاب ہو جاتا ہے - اس لئے انعام کے طور پر خدا کے فضل کی بارشیں اس پر نازل ہوتی ہیں ٭

(۳) تمام طرف تاریکی کی وجہ سے خاموشی ہوتی ہے - اس لئے عبادت کرنیوالے کی توجہ کسی اور طرف نہیں بٹتی - مگر دن کو اگر ذرا سی کوئی آواز آئے - تو کمزور دل لوگوں کے کان اس کی طرف لگ جاتے ہیں - لیکن رات کی تاریکی میں نہ آنکھیں کام کرتی

نہ کان کام کرتے ہیں۔ صرف دل ہی ہوتا ہے جو کہ خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوتا ہے

اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ۝

سبحًا۔ اپنے دنیاوی کاموں میں لگنا۔ پانی میں تیرنا۔ لوٹنا پوٹنا۔ اِدھر سے اُدھر ہونا۔ شغل ؛

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دن کے وقت تو تمہیں بہت کام ہیں۔ کیا ہی لطیف بات بیان فرمائی اگر کوئی اس نکتہ کو سمجھ لے تو اس کی روحانیت میں بہت بڑی ترقی ہو سکتی ہے مگر اس کا سمجھنا ذرا مشکل ہے۔ لوگوں نے دین اور دنیا کے کاموں میں فرق نہیں سمجھا۔ یہ ایک پیچیدہ مسئلہ اور روحانیت سے خاص تعلق رکھتا ہے۔ دنیا کا کام ہی نیک نیت کرنے سے دین کا بن جاتا ہے۔ اور دین کا کام نیت کی خرابی سے دنیا کا بن جاتا ہے۔ مثلاً روٹی کہانا دنیا کا کام ہے۔ لیکن اگر کوئی خالص نیت سے اور اس خیال سے روٹی کھائے۔ کہ روٹی کھانے کی وجہ سے میری صحت اچھی ہو گی اور ... میں دین کی خدمت کر سکوں گا۔ تو یہ دنیا کا کام دین کا بن جائے گا۔ اسی طرح بعض کام دین کے ہوتے ہیں۔ لیکن وہ کچھ اور کاموں کے مقابلہ میں دنیا کے کام بن جاتے ہیں ؛

اللہ تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے۔ کہ تم رات کو اٹھا کرو کیونکہ دن کو تمہیں بہت شغل ہوتے ہیں۔ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن کو روٹی کمانے کے لئے مزدوری کیا کرتے تھے؟ یا کوئی اور ایسا کام کرتے تھے؟ ہرگز نہیں آپ تو دن کو بھی قرآن شریف ہی پڑھاتے اور اسلام کی اشاعت کی فکر میں رہتے تھے۔ لوگوں نے دین اور دنیا کے کاموں میں فرق نہیں کیا۔ اسلئے انہوں نے بڑی ٹھوکر کھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تم دن میں جو کام کرتے ہو۔ ان میں تو کچھ دنیا کا بھی تعلق ہوتا ہے یعنی مخلوق سے تعلق ہوتا ہے۔ گو ہوتا وہ بھی دین کا کام ہے۔ لیکن ایک وقت ایسا ہونا چاہیئے۔ جب کہ تم خالص ہو کر میری طرف آجاؤ۔ اور کسی اور سے کوئی تعلق نہ رکھو۔ اور سب تعلقات سے انقطاع اختیار کر کے خواہ وہ دین کے ہی کیوں نہ ہوں صرف میری ذات کی طرف ہی متوجہ ہو جاؤ ؛

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝

اور خدا کا نام یاد کرو اور کل دنیا سے علیحدہ ہو کر اس کی طرف جھک جاؤ اگرچہ وہ کام بھی جو کہ تم دن کو کرتے ہو۔ دین کے ہی ہیں۔ مگر دنیا کے لوگوں سے بھی ان میں تم کو واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے دنیا سے بالکل منقطع ہو کر رات کے وقت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاؤ ؛

مورخہ ۱۹ر مئی ۱۹۱۴ء

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ

پچھلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی ماتحت امت کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ کہ روحانی ترقیات حاصل کرنے اور دنیا کو گمراہی اور ظلمت سے نکالنے کے لئے جو شخص کھڑا ہوا اس کو ایک ایسا وقت ضرور نکالنا چاہیئے۔ جس وقت کہ وہ کامل تبتل اختیار کرے یعنی دنیا سے علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور گر جائے اور تمام جہان کے کاموں سے کامل انقطاع کرے جو کہ ترقیات کے لئے نہایت ضروری ہے۔ لیکن یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص دن رات خدا ہی کی عبادت میں لگ جائے۔ تو اس کو بڑی بڑی دقتیں پیش آئیں گی کیونکہ اس کو کھانے پہننے۔ بیوی بچوں کے اخراجات کی ضرورت پڑیگی۔ تو پھر وہ کیا کریگا۔ انسان کی بعض ضرورتیں تو ایسی ہوتی ہیں کہ وہ ان کو آسانی سے پورا کر سکتا ہے لیکن اکثر ایسی ہوتی ہیں۔ جن کو پورا کئے بغیر چارہ نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک آدمی اعلےٰ کپڑوں کی بجائے ادنےٰ پہن سکتا ہے۔ اعلےٰ خوراک کی بجائے معمولی خوراک کھا سکتا ہے یا پیٹ بھر کر نہ سہی۔ آدھے پیٹ ہی گزارہ کر سکتا ہے۔ لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ کپڑوں سے بالکل مستغنی ہو جائے۔ یا کھانا کھانا ہی ترک کر دے تو جو انسان دن کو بھی خدا تعالےٰ کی عبادت میں لگا رہے اور رات کو بھی تو اس کا گذارہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ اگر ہم دن رات عبادت میں ہی لگے رہیں گے تو ہمارا گذارہ کس طرح ہو گا تو ہم تم کو بتلاتے ہیں کہ جس خدا کے نام کی یاد کے لئے تم یہ کوشش کرو گے۔ اور ہر قسم کے دنیاوی کاموں سے انقطاع کرو گے وہ رب المشرق والمغرب ہے۔ اور مشرق و مغرب کی کوئی چیز اس کی ربوبیت سے نکلی ہوئی نہیں۔ جنگلوں میں رہنے والے درندے ہوں۔ خواہ زمین کے اندر رہنے والے کیڑے مکوڑے ہوں خواہ ہوا میں اُڑنے والے پرندے ہوں خواہ پانی میں تیرنے والی مچھلیاں ہوں۔ خواہ زمین پر چلنے والے انسان اور حیوان ہوں یا اور مخلوق ہو۔ ان تمام کا وہ رب ہے۔ اور وہی ان کی پرورش کرتا ہے۔ تو جبکہ وہ تمام چیزوں کی پرورش کرتا ہے۔ تو کیا تم جو اس کی عبادت کرو گے تمہاری پرورش نہیں کریگا ضرور کریگا۔ وہ سب کی پرورش کرتا ہے تو تمہاری کیوں نہ کریگا۔ اس کے سب کا رب ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ کوئی کہہ سکے کہ اور معبود بھی ہیں جو کہ مخلوق کی پرورش کرتے ہیں ؛

فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝

جب اس کے سوائے کوئی معبود نہیں تو تم اسی کو اپنا کارساز اور وکیل بناؤ۔ اب اگر کوئی کہے۔ کہ کامل انقطاع کرنے سے میری تجارت تباہ ہوتی ہے یا میری زمین برباد ہوتی ہے۔ اس لئے مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم دنیا میں اپنے کام خود ہی تو نہیں کرتے۔ اکثر دفعہ اپنے کام دوسروں کے سپرد کر دیتے ہو۔ تجارت کے لئے ایجنٹ رکھتے ہو۔ زمینیں دوسروں کے سپرد کرتے ہو۔ پس آؤ ہم کو وکیل بناؤ۔ اور جو کوئی بھی تمہارا کام ہے۔ اس کو ہم پر چھوڑ دو۔ ہم اس کو کرینگے۔ یہ معنے تو اس لحاظ سے ہوتے ہیں کہ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا کے معنے دینی کام کئے جائیں یعنی دن کو تم اور دینی کام کرتے ہو۔ رات کو صرف عبادت میں مشغول ہو جاؤ۔ لیکن اگر اس آیت کے یہ معنے کئے جائیں کہ دن کو چونکہ اپنے دنیاوی کام کرتے ہو اس لئے رات کے وقت کا ایک حصہ عبادت میں خرچ کرو۔ تو اس کا یہ مطلب ہو گا کہ تم راتوں کو عبادت کرو۔ اور خدا کے آگے کامل انقطاع کر کے جھک جاؤ کیونکہ وہ مشرق اور مغرب کا رب ہے ؛

میرے دو سفر

دوسرا سفر

راٹھ کے سفر سے دو ہفتہ بعد مجھے کاٹھ گڈھ ضلع ہوشیار پور جانا پڑا - ہر دو سفروں میں "ٹھ" کا آنا - پھر ہر دو راستوں میں بیل گاڑیوں کا سفر اپنے اندر عجیب قسم کی مماثلت رکھتے ہیں - راٹھ اور کاٹھ کی ٹھ سے ڈر کر میں نے شروع سفر میں ہی دعا کی - مولا ہر قسم کی ٹھوکر سے بچانا - چنانچہ خدا نے فضل کیا - اور اس سفر کو بھی کامیاب کیا - الحمد للہ ؛

کاٹھ گڈھ

یہ گاؤں کوہ شوالک کے دامن میں ایک سیتلے پہاڑی نالے کے کنارے پر ہوشیار پور کے حدود میں واقع ہے -

دریائے ستلج ایک جگہ صرف ۳ میل کے فاصلہ پر اور دوسری جگہ روپڑ کے متصل ۷ میل پر واقع ہے - آبادی میں ہندو مسلمان قریباً یکساں تعداد میں ہیں - ایک سکھ جاگیر دار کا قلعہ گاؤں سے باہر ہے - یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ خوش قسمت کاٹھ گڈھ میں باوجود دشوار گذار راستہ کے احمدؑ کا نور عین اللہ کی ایک آیت فضل عمر ہمارا موجودہ پیشوا بھی قدم رنجہ فرما چکا ہے - اور اس خوش قسمتی پر کاٹھ گڈھ اور اس کے نواح کے لوگ جس قدر فخر کریں بجا ہے - یہ مقام قادیان سے ۱۲۵ میل کے فاصلہ پر ہے - آخری ریلوے اسٹیشن بھگواڑہ ہے - جہاں سے ۲۴ میل یکہ اور ۱۶ میل بیل گاڑی کا راستہ ہے - آخری ۱۶ میل میں سے چھ میل کا آخری سفر خصوصیت سے اپنے دشوار گذار ہونے کے سبب ایک مجاہدہ ہے ؛

ایک مُلّاں سے گفتگو

ریل میں ایک مُلّاں صاحب سے گفتگو شروع ہوئی - یہ بزرگ کسی مولوی صاحب کے فیض یافتہ معلوم ہوتے تھے فرمانے لگے "یہ مرزائیوں نے قرآن میں آیتیں بڑھا دی ہوئی ہیں" مکرم ماسٹر عبد الرحمان صاحب نے جواب دیا - "پھر تو (نعوذ باللہ) مرزا ای خدا سے بھی بڑھ کر ہوئے" کیونکہ خدا تو کہتا ہے - کہ انسان اور جن ملکر بھی اس قرآن کی مثل نہیں بنا سکتے " اس پر میں نے ایک اور صاحب پاس بیٹھے تھے انکو قرآن دکھایا اور کہا آپ ملاحظہ فرما دیں - یہ قرآن دہلی کا چھپا ہوا ہے - قادیان کا نہیں - اور یہی قرآن ہے جسے ہم مانتے ہیں - اس شخص نے ہماری تائید کی اور مُلّاں صاحب کھسیانے سے ہو گئے ؛

تمہاری مسلمانی میں کیا فرق ہے؟

جس شخص نے مُلّاں کے مقابل ہماری تائید کی تھی - انہوں نے ہی سوال کیا - "اچھا صاحب! پھر آپ کی اور دوسرے مسلمانوں کی مسلمانی میں کیا فرق ہے؟" ہم نے جواب دیا "توحید و شرک" انھوں نے چونک کر پوچھا - وہ کس طرح؟ ہم نے کہا غیر احمدی خدا کے صفات محیی - محی اور خالق میں مسیح کو شریک کرتے ہیں - قرآن میں ناسخ و منسوخ - تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں - محمد رسول اللہ کو معصوم نبی نہیں سمجھتے - اور ہم ان کے مقابل ان سب عقائد کی نفی کرتے اور خداوند تعالیٰ کو وحدہ لا شریک لہٗ تسلیم کرنے کے ساتھ قرآن کریم کو من و عن مع موجودہ ترتیب کے خدا کی کلام تصور کرتے ہیں - محمد رسول اللہ کو معصوم نبی یقین کرتے ہیں - اور مس شیطان سے پاک سمجھتے ہیں " اس تشریح کو سن کر انپر اچھا اثر ہوا - بھگواڑہ اسٹیشن آگیا - جلدی میں ان کا پتہ بھی نہ لیا گیا - اور گاڑی سے اترنا پڑا ؛

بھگواڑہ تا نواں شہر

بھگواڑہ سے چلکر بنگہ آئے مخلصین جماعت خصوصاً برادران رحمت اللہ غلام نبی - شیر محمد اور مولوی کریم بخش صاحبان سے ملاقات ہوئی - مولوی صاحب ایک مُسن بزرگ اور پکے دیندار شخص ہیں - پہلے تھانہ دار تھے پھر طبیعت کا رجحان دین کی طرف ہوا - ملازمت چھوڑ دی - وہاں کا تمام مال بھی علیحدہ کر دیا - اس کے بعد مولوی نذیر حسین دہلوی سے عقیدت رکھنے لگے - حضرت مسیح موعود کا دعویٰ سنا مصدق ہوئے - موجودہ خلافتی بلیّہ میں بھی بنگہ کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح محفوظ رکھا ہے منشی غلام نبی صاحب نے ایک مدرسہ بنا رکھا ہے - جسمیں لڑکے اور لڑکیاں پڑھتی ہیں - لڑکیوں سے قرآن مجید اور ترجمہ سنا - نماز کے مسائل پوچھے - اردو املاء لکھوائی اور سب کچھ قابل اطمینان پایا - امید کہ بنگہ کے مدرسہ کو انشاء اللہ امدادی کرا لیا جائیگا - اور سکولوں کی نئی سکیم کے ماتحت منشی غلام نبی صاحب کی بھی حوصلہ افزائی کی جائیگی ؛

احمدی اور غیر احمدی راجپوت

نواں شہر پہنچکر گرمی کی وجہ سے ہم نے تھوڑی دیر آرام کرنا مناسب سمجھا - تھوڑی ہی نیند کے بعد میری آنکھ کھلی تھی کہ میں اپنی پائنتی کے پاس ایک یکہ کھڑا دیکھتا ہوں - اس میں سے ایک ناچنے والی عورت اور اس کے ساجی برآمد ہوئے - ان کو ہمارے قریب چارپائیاں بچھا دی گئیں - اب مسجد و خرابات کا نقشہ سامنے تھا - ایک طرف خدا کی پاک جماعت کے ممبر بیٹھے تھے - دوسری طرف عصمت و عفت سوز رہزنان ایمان کے آشیان تھے - لطف یہ کہ وہ تو کو مدعو کرنے والے مسلمان راجپوت تھے - خدا کے سپاہی اور ان کے ہمراہی جمعہ کے دن وعظ کرنے کے لئے احمدی راجپوتوں کے بلانے پر کاٹھ گڈھ جا رہے تھے - شیطان کی رسیاں اور ان کے مددگار غیر احمدی راجپوتوں کے ہاں جمعہ کے دن ناچنے اور لوگوں کے خرمن ایمان پر بجلی گرانے کے لئے سفر کر رہی تھیں میں نے اپنے راجپوت بھائیوں سے جو وہاں ہم سے آملے تھے کہا "صاحب - آپ میں اور آپکے غیر احمدی اعزا میں ایک یہ بھی فرق ہے" ؛

ہمارا گاڑی والا

میاں شیر محمد یکہ والے (جو ایک مخلص اور باعمل احمدی ہیں - اور باوجود یکہ کا پیشہ رکھنے کے خدا تعالیٰ کے ساتھ خاص تعلق رکھتے ہیں اور تبلیغ سلسلہ کا اہم فرض ہر موقعہ پر ادا کرتے رہتے ہیں) بنگہ سے ہی ہمارے ساتھ ہو لئے تھے - انکے جوش تبلیغ کا یہ حال ہے کہ اگر گھوڑے کو پانی پلانے کے لئے اترے تو پانی پلانے والے سے ہی ذکر لے بیٹھو کہ میری سواریاں قادیان سے آئی ہیں - قادیان میں مرزا صاحب ہوئے ہیں - مرزا صاحب مسیح تھے - مہدی تھے - اور یکہ میں اپنے پاس اخبار رکھ چھوڑا جہاں کہیں کوئی پڑھا لکھا آدمی سوار ہوا - فوراً کہا - صاحب! ذرا اسے سنا دیجئے کیا لکھا ہے اور تبلیغ شروع کر دی اس قسم کے باخدا آدمی کے ساتھ سفر کرنا ہمارے لئے موجب برکت تھا ؛

میاں شیر محمد صاحب کا خواب

برادرم شیر محمد صاحب نے ہم کو اپنا ایک خواب سنایا - جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی زندگی میں دیکھا تھا اور گذشتہ جلسہ سالانہ پر حضرت صاحبزادہ صاحب اولو العزم خلیفہ ثانی کی خدمت میں لکھا کر پیش کیا تھا - وہو ہذا :-

؛ امدادی کرا لیا گیا ہے ؛

"میں نے دیکھا کہ تین سُورج ہیں ایک قریب دوسرا اس کے بعد تیسرا اوس کے بعد ہے۔ پہلے سورج کے سامنے بہت بادل ہیں دوسرے کے سامنے اس سے تھوڑے۔ تیسری کے سامنے صرف دھواں سا ہے اور وہ بہت چمک رہا ہے۔ اس خواب میں مجھے بتایا گیا پہلا سورج مسیح موعود۔ دوسرا نور الدین اور تیسرا محمود ہے۔ بادل انکی مخالفت ہے" میاں شیر محمد صاحب نے یہ خواب سنا کر خلافت ثانی سے اخلاص کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ مخالفت کا دھواں انشاء اللہ جلد دُور ہو جائیگا۔ خدا کرے ایسا ہو۔ آمین

اُن کا دوسرا خواب

ہمارے احمدی گاڑی والے نے ایک اور خواب سُنایا جس سے انکے ایمان و ایقان کا پتہ لگتا۔ اور ہمارے موجودہ سردار کی حیثیت کا حال معلوم ہوتا ہے۔ صاحب موصوف نے فرمایا "عرصہ ڈیڑھ سال کا ہوا کہ میں نے خواب میں حضرت مسیح موعود کو دیکھا آپ بنگہ تشریف لائے ہیں۔ میرے پاس مجھو کا ٹمٹم ہے میں نے حضور کا پاؤں اپنے کندھے پر رکھوا کر ٹمٹم میں سوار کرایا ہے۔ جب میں نے یہ خواب دیکھا تو میرے پاس بھگواڑہ گاڑی تھی۔ ٹمٹم نہ تھی۔ میں نے خواب کے ایک حصہ کو پورا کرنے کے لئے فوراً بھگواڑہ گاڑی کو علیحدہ کر دیا اور ٹمٹم بنائی۔ ابھی ٹمٹم کا پائدان تیار بھی نہ ہُوا تھا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کاٹھ گڑھ کو تشریف لیجانے کے لئے بنگہ آئے۔ میں نے ٹمٹم جوڑی۔ اور سوار کرانے کے لئے پائدان نہ ہونے کے باعث اسی طرح بیٹھ کر اور کندھے پر پاؤں رکھا کر آپ کو سوار کرایا۔ جس طرح میں نے خواب میں مسیح موعود کو دیکھا۔ فالحمد للہ"

کاٹھ گڑھ کا جلسہ

غرض برادرم شیر محمد کی ان پاک باتوں کو سُنتے اور ریت میں ان کے یکہ کو دھکیلتے ہوئے منزل مقصود کے قریب پہونچے اور احمدی لڑکوں کا جنگل میں در ثمین اور جبہ کا رحق پڑھنا سُنکر تھکان کا ایک حصہ رفع ہو گیا۔ طبیعت کو فرحت ہوئی جنگل میں منگل نظر آیا۔ ڈیرہ پر پہونچ کر بھائیوں سے ملکر آرام کیا۔ صبح جمعہ کا دن تھا اور جلسہ شروع ہُوا +

پہلی تقریر

احمدی برادران جمع ہو گئے۔ غیر احمدی بہت کم تعداد میں تھے۔ تلاوت قرآن مجید اور چودھری عبد السلام کی افتتاحی تقریر کے بعد خاکسار کی تقریر ہوئی۔ جسمیں یہ دکھایا گیا کہ اسلام کے سوا تمام مذاہب میں شرک ہے۔ اور اسلام کے جملہ نام لیوا احمدی مذہب کے علاوہ شرک میں مُبتلا ہیں۔ خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں پھر خلافت احمدیہ کے منکرین نے بھی اللہ کی ایک آیت مسیح کی بشارت پسر موعود کا انکار کیا ہے۔ اسلئے میں ان سب کو چھوڑ کر انی ترکت ملة قوم لا یؤمنون باللہ وھم بالآخرة ھم کافرون پڑھتا اور محمود احمدؐ پر ایمان لاکر نور الدین و محمود کے دامن سے وابستہ ہونے ہی میں حقیقی ایمان باللہ دیکھتا ہوں اسکے بعد چودھری غلام قادر ساکنہ لنگروعہ اور مولوی عبد الصمد صاحب ساکنہ پٹیالہ کی تقریریں ہوئیں۔ مولوی صاحب نے نہایت عمدہ پیرایہ میں جملہ اہم مسائل پر تقریر فرمائی اور خصوصیت سے نکاح بیوگان پر زور دیا اور ایک نظم پڑھی۔ جس کا مطلع تھا۔

بیوہ دور و کریں پکار کوئی مومن ہیں بچالے

نماز جمعہ اور اس کے بعد

خطبہ جمعہ خاکسار نے پڑھا اور بعث فی الامیین رسولا کی تفسیر کرتے ہوئے رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بعثت احمدؑ نیز خلافت احمدیہ کا ذکر کیا اور یہ بتایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اولاد کے لئے بہترین مدارج کی درخواست فرماتے ہیں۔ ان کی اولاد کا۔ ان کے علوم کا وارث ہونا کوئی گدی نہیں ہوتی اس کے بعد انبیاء۔ رُسل اور مامورین کی بعثت کی جو غرض اس آیت میں بتائی گئی ہے۔ اسپر روشنی ڈالی۔ جمعہ کے بعد برادرم ماسٹر عبد الرحمان صاحب کی تقریر تھی۔ ماسٹر صاحب نے موزون و مناسب پیرایہ میں ترقی اسلام کے لئے اپیل کیا غریب جماعت نے حسب توفیق جواب دیا اس کے بعد آپ نے موجودہ خلافت کے برکات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس وقت ۱۵ واعظ دورہ کر رہے ہیں +

کتھا اور پاٹھ

ماسٹر صاحب کی تقریر و اپیل کے بعد "کرشن لیلا کی کتھا" کا وقت تھا۔ اگرچہ شروع کے وقت ہندو اصحاب کم تھے لیکن جلدی ہی بہت سے لوگ آگئے۔ حاضرین کی تعداد میں غیر احمدی اور ہندو اصحاب کا کافی اضافہ ہو گیا +

سیدنا حضرت مسیح موعود کرشن ثانی اور آپ کے حریف نیل کنٹھ کی مباہلہ بھاشا کی نظم میں جو راقم الحروف اپنی تصنیف ہے سُنایا گیا۔ حضور کی بعثت کے نشانات انبیاء کی کامیابی کے دلائل اور اون کا آپ پر بدرجہ اولیٰ چسپاں ہونا۔ کرشن جی سے آپ کی مماثلت وغیرہ جملہ مسائل کھولکر بیان کیا گیا اور لیکھرام کا پیش گوئی کے مطابق ابتر موت کا وقوع میں آنا دکھا کر آرتی پڑھ کر پھر دُعا کر کے تقریر کا خاتمہ کیا گیا۔ اس کے بعد ہندو حاضرین کو فرداً فرداً شری احمد دیو کا فوٹو دکھایا گیا۔ جسے دیکھ کر وہ لوگ بہت خوش ہوئے۔ اس تقریر کا کیا اثر ہُوا؟ اس کا جواب سکرٹری صاحب کے الفاظ میں یہ ہے کہ "لیکچر خاص ہی شوق سے سُنا گیا" مکرمی ماسٹر صاحب کے الفاظ یہ ہیں کہ "آپنے پڑ باندھ دیا" غرض سُنا ہے کہ میری خدمت کو نظر استحسان سے دیکھا گیا۔ ہر قسم کے سامعین پر اچھا اثر پڑا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک +

اس کے بعد نماز عصر ہوئی۔ اور بعد از نماز برادرم ماسٹر صاحب نے شری گورو نانک دیو کا مُسلمان ہونا متعدد حوالوں سے ثابت کیا اور معلوم ہوتا تھا کہ سکھ حاضرین اچھا اثر لے کر گئے ہیں +

مستورات میں وعظ

رات کو بعد از نماز عشاء میں نے اور ماسٹر صاحب نے مستورات میں وعظ کیا۔ مکرمی ماسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں بد رسومات کے چھوڑنے اور نکاح بیوگان کو رائج کرنے پر زور دیا اور اپنی ہمشیرہ کا نکاح ثانی کرانے کا تذکرہ بھی کر دیا اس کے بعد میرا وقت تھا۔ میں نے حضرت سائرہ کا خود اپنے میاں کا دوسرا نکاح کرا دینا۔ حضرت ہاجرہ کا خدا کے حکم کے ماتحت جنگل میں ڈیرہ لگانا۔ حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنی بریت کے وقت صرف خدا تعالےٰ ہی کی تعریف کرنا۔ حضرت ام حبیبہ کا رسول اللہ کی چٹائی پر اپنے باپ کو نہ بیٹھنے دینا۔ حضرت ام المؤمنین کا مسیح موعود کی وفات پر یہ فرمانا۔ "انھوں نے ہم کو چھوڑ دیا ہے۔ خدایا تو نہ چھوڑیو" وغیرہ واقعات سُنا کر مختلف نصائح میں ضمناً حضرت مسیح کے دعاوی کا بھی ذکر کیا۔ اور خاتمہ پر کشتی نوح سے عورتوں کو نصیحت والے حصے سے آخری حصہ سُنا دیا اور ترقی اسلام کے چندہ کے لئے اپیل کی۔ میں نے سُنا ہے کہ ہماری بہنوں نے میری حقیر تقریر کو بہت پسند کیا۔ فالحمد للہ +

فکُّ رقبۃٍ

میں تمام احمدی برادران کی خدمت میں نہایت ادب سے عرضگذار ہوں کہ ایک شخص نے محض دکھ دینے کیلئے ہم پر دو مقدمے دائر کر رکھے ہیں۔ جنکی پیروی کے لئے